سوال

(183) میت کے ایصال ثواب اور مغفرت کےلیے قرآن مجید اور الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میت کے ایصال ثواب اور مغفرت کےلیے قرآن مجید اور بخاری شریف یا دیگر وظائف مثلاً حصن حصین اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے ؟ یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے ۔ میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا و مرشدنا عبد الرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کا ہے ۔ آپ کا فتویٰ فتاویٰ نذیریہ جلد اول نمبر ۴۴۱ پر درج ہے ۔ بعینہٖ آپ کے فتویٰ کو ذیل میں نقل کرتے ہیں ۔

متاخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر رحمة اللہ علیہ نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو راجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ۔ ازروئے دلیل زیادہ قوی ہے ۔ اور علامہ شوکان رحمہ اللہ نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے ۔ یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کےلیے قرأة قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے ۔ کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی ۔ اور بدنی میں قرأة قرآن ہو یا نماز روزہ ۔ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول ص ۲۰۷ میں ہے :

((ان هذهٖ الادعية و نحوها نافعةً الميت بلا خلاف واما غيرها من قرأة القرآن فالشافعي يقول لايصلي ذالك اليه ۔ وذهب احمد وجماعة من العلماء الي وصولً ذالك اليه ۔ وذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الي ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان اوصوما ارحجا او صدقة او قرأة قرآن اوزكرا اواي نوع من انواع القرب وهذا هوالقول الارجح وليلا وقد اخرج الدار قطني ان رجل سأل النبي ﷺ ان كيف يبراء بويه بعد موتهما فساجابه بانه يصلي لهما مع صلوة ويصوم لهما مع صيامه واخرج ابو داوٗد من حديث معقل بن يسار عنه ﷺ ۔ اقروا علي موتاكم سورة يٰسين وهو شامل للميّت سبل هوالحقيقة فيه واخرج الشيخان انه ص كان يضحي عنفده بكَبَش و عن امته بكَبَشٍ وفيه اشارة الٰي ان الانسان ينفعة عمل غيره ۔ وقد بسطنا الكلام في حواشي ضوء النهار ۔ بما يتضح منه قوة هذا المذهب انتهیٰ))

''یعنی یہ زیارت قبور کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں ۔ بلا اختلاف میت کےلیے قرآن پڑھنا ۔ سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے ۔ اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے ۔ کہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ۔ اور علمائے اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے ، نماز ہو ، یا روزہ یا صدقہ یا قرأة قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے ۔ اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کر نیکی و احسان کرے آپ نے فرمایا ۔ اپنی نماز کے ساتھ دونوں کےلیے نماز پڑھے ۔

اوراپنے روزہ کے ساتھ ان دونوں کےلیے روزہ رکھے ۔ اورابو داؤد میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے ۔ بلکہ حقیقتاً میت ہی کےلیے ہے ۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بھیڑا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اوراس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر بسوط کلام کیا ہے ۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مذہب قوی ہے ۔''

(جلد ۳ : ص ۳۳۵ نیل الاوطار)

((والحق انہ یخصص عموم الایۃ بالصدقۃ من الولد کما فی احادیث الباب وابالحج من الولد کما فی خبر الخثعمیۃ ومن غیر الولد ایضا کما فی الحدیث المحرم عن اخیۃ شبرمۃ ولم یستفصلہ ﷺ ھل اوصی شبرمۃ ام لا۔ وبالعتق من الولد کما وقع فی البخاری فی حدیث سعدٍ خلافا للمالکیۃ علی المشھور عدنھم وبالصلوۃ من الولد ایضًا لما روی الدار قطنی ان رجلا قال یا رسول اللّٰہ انہ کان لی ابوان ببر ھما فی حال حیوتھما فکیف لی برھما بعد موتھما فقال ﷺ ان من البر بعد البر ان تصلی لھما مع صلاتک وان تصوم لھما مع صیامک وبالصیام من الولد لھذا الحدیث ولحدیث ابن عباس عند البخاری ومسلم ان امرأۃ قالت یا رسول اللّٰہ ان امی ماتت وعلیھا صوم نذرٍ فقال ارأیت لو کان دین علی امک فقضیتہٖ وکان یؤدی عنھا قالت نعم قال فصومی عن امک واخرج مسلم وابو داؤد والترمذی من حدیث بریدۃ ان امرأۃ قالت انہ کان علی امی صوم شھر فاصوم عنھا۔ قال صومی عنھا ومن غیر الولد ایضا لحدیثٍ من ماتگ وعلیہ صیام صیام عنہ ولیہ متفق علیہ وبقرأۃ یٰسن من الولد وغیرہٖ لحدیث اقروٗا علیٰ موتاکم یٰسین ۔ بالدعاء من الولد لحدیث ۔ او ولدً صالح یدعولہٗ ومن غیرہٖ لحدیث استغفروا الا خیکم وسئلوالہ التثبت ولقولہ تعالیٰ والذین جاءو من بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذی سبقونا بالایمان ولما ثبت من الدعائِ للمیت عند الزیادۃ لجمیع مایفعلہ الولدیہ من اعمال البر لحدیث ولد الانسان من سعیہ انتھیٰ))

حاصل اور خلاصہ ترجمہ : ''اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیۃ ((وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی))اپنے عموم پر نہیں اوراس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے ۔ یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کےلیے جو صدق کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے ۔ اور اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے ۔ اس واسطے خثعمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کےلیے حج کرے ۔ اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے ۔ اور شبرمۃ کے بھائی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج کا ثواب میت کو غیر اولاد کی طرف سے بھی پہنچتا ہے ۔ اور اولاد جو اپنے والدین کے لے غلام آزاد کرے تو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے ۔ جیسا کہ بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کےلیے نماز پڑھے یا روزہ رکھے ۔ سو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے ۔ اس واسطے کہ دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا : یا رسول اللہ! میرے ماں باپ تھے ۔ ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی واحسان کیا کرتا تھا ۔ پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں ۔ آپ نے فرمایا : مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کےلیے بھی نماز پڑھ اوراپنے روزے کے ساتھ اپنے والدین کے لے روزہ بھی رکھ ۔ اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! میری ماں مر گئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے ۔ آپ نے فرمایا : بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا ۔ اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا ، یا نہی ۔ اس نے کہا : ہاں ! ادا ہو جاتا ۔ آپ نے فرمایا : روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں ۔ آپ نے فرمایا : اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ ۔ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے ۔ اس واسطے کے حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے ۔ اور سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی ۔ اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو ۔ اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد ، دعا کرے یا کوئی اور ۔ اور جو جو کار خیر اولاد اپنے والدین کےلیے کرے ۔ سب کا ثواب والدین کا پہنچتا ہے ۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے ۔ جب علامہ شوکانی اور علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قرأۃ قرآن و عبادت بدنیہ کے متعلق سن چکے ۔ تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا ، خالی از فائدہ نہیں ۔''

آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں :

((لا یصل عندنا ثواب القرأۃ علی المشھور والمختار الوصول اذا سأل اللّٰہ ایصال ثواب قرائتہٖ وینبغی الجزبہ لانہ دُعائَ ۔ فاذا جاز الدّعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوزُ بما ھولہ اوفی و یبقی الامر فیہ موقوفاً علی استجابۃ الدعاء وھذا المعنی لا یختص بالقراء ۃ بل یجزی فی سائرا الاعمال والظاھر ان الدعاء متفق علیہ انہ ینفع المیت والحی القریب والبعید بوصیۃٍ وغیرھا وعلی ذالک احادیث

کثیرۃ بل کان افضل ان ید عولاخیۃ بظھر الغیب انتھیٰ ذکرہ فی نیل الاوطار))

''یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرآت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے قراۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأت کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر موقوف رہے گا۔ (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے۔ پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے۔ جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، جو داعی کے اختیار میں ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے۔ اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔ نزدیک ہو خواہ دور ہو۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئیں ہیں۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ اعلم۔''

(ماہنامہ الاسلام دہلی جلد ۳ شمارہ ۴۔ ۱۹۵۸ئ))

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 05 ص 346-350

محدث فتویٰ